الاستفتاء　　　　مولانا عبید اللہ عفیف

نکاح میں ہم کفو ہونے کا حکم

سید عطاء اللہ شاہ بخاری شیخوپورہ سے لکھتے ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ کیا

"سیدہ لڑکی کا نکاح غیر سید لڑکے سے جائز ہے؟"

الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق والصواب!

واضح ہو کہ کفو کے معنی ہم مثل اور ہمسر ہونے کے ہیں۔

"الکفاءۃ: ھی المساواۃ والمماثلۃ والکفءُ والکفاءُ والکفءُ المثیل والنظیر والمقصود بھا فی باب الزواج ان یکون الزوج کفوًا لزوجتہ ای مساویا لھا فی المنزلۃ ونظیرًا لھا فی المرکز الاجتماعی والمستوی الخلقی والمالی"

(فقہ السنۃ ص۱۲۶/۲)

یعنی کفو برابری، مثل اور نظیر کے معنی میں مستعمل ہے اور نکاح کے باب میں یہ معنیٰ کہ معاشرتی معاشی اور خلقی لحاظ سے خاوند اپنی بیوی کا ہم پلہ ہو تاکہ وہ کامیاب جوڑے کی حیثیت میں زندگی کے مسائل سے اچھی طرح عہدہ برآہ ہو سکیں"

کفاءۃ کی دو قسمیں ہیں نمبر۱ "کفاءۃ فی الدین" یعنی تدین اور تقویٰ میں خاوند کا بیوی کے ہم پلہ ہونا" نمبر۲ حسب نسب اور مال کے لحاظ سے خاوند کا بیوی کے ہم پلہ ہونا" کفاءۃ فی الدین پر امت کا اجتماع اور اتفاق ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے "باب الاکفاء فی الدین وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا" "وہ وہی ہے جس نے پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا اس کے لئے جد اور سسرال اور تیرا رب سب کچھ کر سکتا ہے"۔ اور امام بخاریؒ اس باب میں تیسری حدیث یہ لائے ہیں:

"عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْکَحُ الْمَرْاَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِھَا وَلِحَسَبِھَا وَجَمَالِھَا وَلِدِیْنِھَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ"

(صحیح بخاری ص۷۶۲ -)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کے ساتھ چار خوبیوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے ۔ اس کی مالداری کی وجہ سے اس کی اچھی نسبت اور خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کی دینداری کی وجہ سے ۔ پس تمہیں دیندار عورت کو ترجیح دینی چاہیے۔"

اور کفاءۃ فی الدین کے ضروری ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے ۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :

"واعتبار الکفاءۃ فی الدین متفق علیہ ۔ فلا تحل المسلمۃ لکافرٍ" کذا فی نیل الاوطار ص۱۴۷

کہ "دین کے لحاظ سے خاوند کے لئے عورت کا ہم مذہب ہونا ضروری ہے اس پر سب کا اتفاق ہے ۔ لہذا مسلمان عورت کافر کے لئے حلال نہیں۔"

حافظ ابن قیمؒ اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں :

"فالذی یقتضیہ حکمۃ صلی اللہ علیہ وسلم اعتبار الدین فی الکفاءۃ اصلاً وکمالاً فلا تزوج مسلمۃ بکافرٍ" (زاد المعاد ص۲۲ ، جلد۴)

"آنحضرت صلعم کے حکم کا تقاضا یہ ہے کہ خاوند عورت کا ہم دین ہو اور تقویٰ میں اس کا ہم پلہ بھی ہو۔ لہذا مسلمان عورت کافر سے نہیں بیاہی جائے گی۔ اور نہ دیندار عورت کا فاسق وفاجر عورت سے نکاح کیا جائے گا۔

جہاں تک کفاءۃ کی دوسری قسم یعنی حسب ونسب، قوم ، مالداری اور پیشے میں بھی خاوند، بیوی کے مثل اور ہم پایہ ہونے کا تعلق ہے اس مسئلے میں اختلاف ہے ۔ اکثر علماء کے نزدیک ان اوصاف کا لحاظ رکھنا ضروری اور بعض محققین اس کے قائل نہیں ۔ ہم ان دونوں کے دلائل مع تبصرہ عرض کر دیتے ہیں ۔ پہلے گروہ کے دلائل یہ ہیں ۔

(۱) عن ابن عمر اَنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العرب اکفاءٌ بعضھم لبعضٍ قبیلۃٌ لقبیلۃٍ وَحیٌّ لحیٍّ ورجلٌ لرجلٍ الا حائکاً او حجاماً" (رواہ الحاکم کذا فی نیل الاوطار ص۱۴۶/۲ وفقہ السنۃ ص۱۲۹/۲)

یعنی "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عربی لوگ ایک دوسرے کے ہم کفو ہیں ۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کا کفو ہے اور ہر گھرانہ دوسرے عربی گھرانے کا کفو ہے

اور ہر عربی آدمی دوسرے عربی آدمی کا کفو ہے، ہاں ہا فندے اور سنگی لگانے والے کا یہ حکم نہیں۔"

مگر یہ حدیث صحیح نہیں۔

"وفی اسنادہ رجل مجھول وھو الراوی لہ عن ابن جریج وقد سأل ابن ابی حاتم اباہ عن ھذا الحدیث فقال ھذا کذب لا اصل لہ و قال فی موضع آخر باطل قال الدارقطنی فی العلل لا یصح وقال ابن عبدالبر منکر موضوع۔" (نیل الاوطار ص ۱۴۶/۶ فقہ السنۃ ص ۱۲۹/۲)

یعنی "امام ابوحاتم نے اس حدیث کو بے اصل، جھوٹی اور باطل حدیث بتایا ہے امام دارقطنی نے اسے ضعیف اور امام ابن عبدالبر اسے منکر اور موضوع حدیث ٹھہراتے ہیں۔"

(۲) رَوَی البزارُ عَنْ مُعَاذِ بنِ جبلٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسلّم قَالَ اَلْعَرَبُ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اَکْفَاءٌ وَالْمَوَالِی بَعْضُھُمْ اَکْفَاءُ بَعْضٍ" نیل الاوطار ص ۱۴۶/۶ وفقہ السنۃ ص ۱۲۹/۲۔

"مسند بزار میں حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا سارے عرب باہم دیگر ہم کفو ہیں اور سارے موالی ایک دوسرے کے ہم کفو ہیں۔"

اس روایت میں ایک راوی سلیمان بن ابی الجون ضعیف ہے۔ امام شوکانی لکھتے ہیں۔

"وَاَمَّا حَدِیْثُ معاذٍ ففیہ سلیمان بن ابی الجون قال ابن القطان لا یعرف ثم ھو من روایۃ خالد بن معدان عن معاذ ولم یسمع منہ۔" (نیل الاوطار ص ۱۴۶/۶ وفقہ السنۃ ص ۱۲۹/۲)

یعنی "حدیث سلیمان بن ابی الجون کی وجہ سے ضعیف ہونے کے علاوہ مرسل بھی ہے اور ایسی روایت فصل خصومات میں حجت نہیں ہو سکتی۔"

(۳) امام بیہقی نے اس سلسلے میں حدیث "ان اللہ اصطفی بنی کنانۃ من بنی اسمٰعیل" مشہور حدیث سے بھی استدلال فرمایا ہے اگرچہ یہ حدیث صحیح ہے اور صحیح مسلم کی حدیث ہے تاہم بقول امام شوکانی اس سے استدلال صحیح نہیں جیسا کہ چنانچہ لکھتے ہیں:

وهو صحيح اخرجه مسلم لكن في الاحتجاج به لذالك نظر"
(نيل الاوطار ص۱۴۷ ج۶)
اور محدث شمس الحق ڈیانوی نے بھی یہی کہا ہے ۔(التعلیق المغنی ص۳ ج۳)

(۴) "عن عمر قال لا منعن تزوج ذوات الاحساب الا من الاكفاء" (دار قطنی ص۲۹۸)
البتہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں منع کرتا ہوں کہ خاندانی عورتیں اپنے کفو کے غیر میں نکاح نہ کیا کریں۔

(۵) "عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اختاروا لنطفكم المواضع الصالحة" (دار قطنی ص۲۹۹)
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اچھے خاندان میں نکاح کیا کرو۔"
حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کفو میں ہم نسب ہونے کے ثبوت میں ایک حدیث بھی صحیح نہیں۔
"ولم يثبت في اعتبار الكفاءة بالنسب حديث" (المغنی ص۳۰۰)
علاوہ ازیں ان حدیثوں کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان کے ساتھ ہم نسب ہونا اولیٰ ہے اور بس!

بہرحال کفاءۃ میں حسب ونسب کے اعتبار کے ثبوت میں کوئی حدیث ثابت نہیں چنانچہ امام حجرؒ فرماتے ہیں:
"ولم يثبت في اعتبار الكفاءة بالنسب من حديث" (بحوالہ نیل الاوطار ص۱۴۶ ج۶)
اور عصر حاضر کے محقق علامہ سید محمد سابق مصری لکھتے ہیں:
"والصحيح انه لم يثبت في اعتبار الكفاءة والنسب من حديث" (فقہ السنۃ ص۱۲۹ ج۲)
یعنی امام شافعی تو صرف کفو میں نسب کی نفی کے قائل ہیں اس سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں اور سید سابق کہتے ہیں کہ نہ صرف نسبت کے ثبوت میں کوئی حدیث نہیں بلکہ وہ کفاءۃ کے ہی قائل نہیں ہیں۔
بہرحال شوافع اور احناف کے نزدیک کفاءۃ میں نسب کا اعتبار ضروری ہے۔

دوسرے گروہ کے دلائل ان کا موقف ہے کہ نہ صرف خلقت کے لحاظ سے تمام انسان برابر ہیں بلکہ انسانی قدر و قیمت میں بھی تمام انسان برابر ہیں اور

بزرگی صرف تقویٰ کی وجہ سے ہے اور وہ اپنے موقف کو درج ذیل دلائل سے مبرہن کرتے ہیں

۱۔ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" (حجرات: ۱۰)

"مسلمان تو (آپس میں) بھائی بھائی ہیں"۔

۲۔ اللہ تعالےٰ بلالحاظ ذات و برادری کے تمام مسلمانوں سے یوں مخاطب ہے:

"فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ" (سورۃ نسآء: ۳)

"پس دوسری (غیر) عورتیں جو تم کو بھلی لگیں ان سے نکاح کر لو"۔

۳۔ محارم عورتوں کے ذکر کے بعد فرمایا:

"اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ" (نسآء: ۲۴)

"(مذکورہ محارم کے) سوا اور عورتیں تم کو حلال ہیں اس طرح کہ تم ان کو اپنے مال (مہر) کے بدلے لینا چاہو اور تمھاری نیت نکاح کی ہو نہ کہ زنا کی"۔

۴۔ "اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ" (توبہ: ۷۱)

"مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں"۔

۵۔ "فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ" (آل عمران: ۱۹۵)

"پھر اللہ نے ان مومنوں کی دعا اس طرح سے قبول فرمائی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا (نیک) کام ضائع نہیں کروں گا۔ مرد ہو یا عورت سب برابر ہیں"۔

۶۔ "يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ" (سورہ حجرات: ۱۳)

"لوگو! ہم نے تم سب کو آدم اور حوا سے بنایا اور تمھاری ذاتیں اور برادریاں (قومیں اور خاندان) اس لئے ٹھہرائے کہ تم پہچانے جاؤ۔ اللہ کے نزدیک تم میں وہی زیادہ عزت والا ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے"۔

اوپر کی پانچ آیات سے معلوم ہوا کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ایک دوسرے کے ہم پلہ ہیں کیونکہ سب آدم و حوا کی اولاد ہیں اور چھٹی آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی اصل کے لحاظ سے سب انسان برابر ہیں۔ تاہم انسانوں کو مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر اس تقسیم کا مقصد نسلی بزرگی اور کمتری کا امتیاز قائم کرنا نہیں ہے۔ بلکہ ایک دوسرے کی پہچان ہے۔ تاکہ

باہم تعاون کی فطری صورت پیدا ہو۔ ترجیح اور برتری کی بنیاد نسلی امتیازات نہیں بلکہ دینداری اور پرہیزگاری پر ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا۔ جھوٹ موٹ کا نسبی غرور جاہلیت کی کرشمہ سازی ہے جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتی۔ نیز ان آیات سے یہ بھی واضح ہوا کہ مسلمان باہم دگر ہم کفو ہیں۔ چنانچہ کفو کے عدم اعتبار پر امام ابن حزم نے انہی متذکرۃ الصدر آیات سے استدلال فرمایا ہے۔

۲۔ حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

"قال صلی اللہ علیہ وسلم لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَبْيَضَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَبْيَضَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى اَلنَّاسُ مِنْ آدَمَ وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔" (زاد المعاد ص ۲۲/۴)

یعنی "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عربی کو کسی عجمی پر اور عجمی کو عربی پر اور گورے کو کالے پر اور عجمی کو عربی پر اور گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت اور ترجیح نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ کیونکہ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کا خمیر مٹی سے اٹھایا گیا ہے"۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ؐ نے عملی طور پر کفو میں نسبت کے عدم اعتبار پر متعدد بار مہر تصدیق ثبت فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ کی تسکین اور تشفی کے طور پر آٹھ نکاح عرض کئے دیتے ہیں:

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی امیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی یعنی زینبؓ بنت جحش کا نکاح اپنے غلام زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ خود پڑھایا تھا۔ (زاد المعاد ص ۲۲/۴، فقہ السنۃ ص ۱۲۸)

(۲) آپؐ نے فاطمہؓ بنت قیس کا نکاح اپنے غلام زادے اسامہؓ بن زید کے ساتھ کیا تھا۔ (زاد المعاد صفحہ نمبر ۲۲۔ جلد ۴)

(۳) ایک انصاری عورت کے غلام سالمؓ کی شادی ہندؓ بنت ولید بن عتبہ کے ساتھ ہوئی تھی۔

(۴) حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف ایسے مالدار اور بزرگ صحابی کی ہمشیرہ حضرت بلالؓ حبشی کے نکاح میں تھی۔ (زاد المعاد ص ۲۲/۴ و فقہ السنۃ ص ۱۲۸/۲)

(۵) حضرت ام کلثومؓ بنت فاطمۃ الزہراؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عمر فاروقؓ کے حرم میں تھیں۔ اصل الفاظ یہ ہیں۔

"قَالَ ثَعْلَبَۃُ ابْنُ اَبِیْ مَالِکٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ مُرُوْطًا بَیْنَ نِسَاءِ الْمَدِیْنَۃِ فَبَقِیَ مِرْطٌ جَیِّدٌ فَقَالَ لَہٗ بَعْضُ مَنْ عِنْدَہٗ ، یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَعْطِ ھٰذَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم الَّتِیْ عِنْدَکَ یُرِیْدُوْنَ اُمَّ کُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِیٍّ الخ (صحیح بخاری ص۴۰۳ باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو)

یعنی حضرت عمر فاروقؓ نے مالِ غنیمت میں حاصل ہونے والی چادریں مدینہ کی عورتوں میں تقسیم فرمائیں اور ایک عمدہ چادر بچ گئی تو حاضرین میں سے ایک نے عرض کی کہ اے امیر المومنین آپؓ یہ چادر اپنی بیوی ام کلثومؓ بنت علیؓ کو عنایت فرما دیں" اور یاد رہے حضرت فاروقؓ ہاشمی نہ تھے بلکہ عدوی تھے)

۶۔ حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو العاصؓ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو العاصؓ پر بے حد خوش تھے۔ ملاحظہ ہو، فقہ السنۃ ص۱۳۰، جلد ۲۔

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ سے بیاہی گئی تھیں اور اس اعزاز کی وجہ سے آج بھی حضرت عثمانؓ کو ذو النورین کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ اور یاد رہے حضرت ابو العاصؓ اور حضرت عثمانؓ بنو عبد شمس تھے نہ کہ ہاشمی۔ ملاحظہ ہو کتب سوانح و تاریخ۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو ابو ہند حجام (سنگی لگانے والا) کے ساتھ مناکحت کرنے کا حکم دیا تھا۔

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لِبَنِیْ بَیَاضَۃَ اَنْکِحُوْا اَبَاھِنْدٍ وَ انْکِحُوْا اِلَیْہِ" (زاد المعاد ص۲۲/۴ وفقہ السنۃ ص۱۲۸/۲) قَالَ الْخَطَّابِیُّ فِیْ مَعَالِمِ السُّنَنِ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ حجۃ لمالِکٍ وَمَنْ ذَھَبَ مَذْھَبَہٗ فِی الکفاءۃ بِالدین وَحْدَہٗ دُوْنَ غَیْرِہٖ وَابو ھند مولی بنی بیاضۃ لیس من انفسھم (فقہ السنۃ ص۱۲۸/۲)

(۴) عَنْ اَبِیْ حَاتِمٍ الْمُزَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا جَاءَکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَہٗ وَخُلُقَہٗ فَانْکِحُوْہُ اِلَّا تَفْعَلُوْا تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ

وَ فَسَادٌ اِلَّا تَفْعَلُوْا تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنْ کَانَ فِیْہِ قَالَ اِذَا جَآءَکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَہٗ وَخُلُقَہٗ فَانْکِحُوْا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ (تحفۃ الاحوذی ص۱۲۹/۲)

"حضرت ابو حاتم مزنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس رشتہ کے حصول کے لئے ایسا آدمی آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اسے رشتہ دے دو ورنہ زمین میں عظیم فتنہ فساد برپا ہو جائیگا۔" آپؐ نے یہ دو بار فرمایا۔ ہم نے عرض کیا اگرچہ وہ حسب اور مال کے لحاظ سے لڑکی کا کفو نہ ہو"؟ تو آپؐ نے فرمایا "ہاں جب وہ دیندار اور پسندیدہ اخلاق والا آدمی ہو تو اسے رشتہ دے دو۔ آپؐ نے یہ تین بار فرمایا۔"

اس حدیث کا ایک راوی عبداللہ بن مسلم بن ہرمز ضعیف ہے تاہم حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ لہذا یہ حدیث قابل حجت ہے۔

(۵) "وَسُئِلَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ حُکْمِ زَوَاجِ الْاَکْفَاءِ فَقَالَ النَّاسُ بَعْضُھُمْ اَکْفَاءٌ لِبَعْضٍ عَرَبِیُّھُمْ وَعَجَمِیُّھُمْ قُرَشِیُّھُمْ وَھَاشِمِیُّھُمْ اِذَا اٰمَنُوْا (فقہ السنۃ ص۱۲/۲)

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کفو میں نکاح کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ لوگ ایک دوسرے کے کفو ہیں عربی، عجمی، قریشی اور ہاشمی جب حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں تو وہ ایک دوسرے کے ہم کفو ہوتے ہیں۔"

ان واقعات اور احادیث اور واقعات صحیحہ سے معلوم ہوا کہ محض حسب ونسب، مال، وغیرہ کا کفو میں کوئی اعتبار نہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کا نکاح حضرت ابو العاصؓ سے اور سیدہ رقیہؓ کا نکاح اور ان کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کبھی نہ کرتے، ہاں کفو میں قابل اعتماد صرف دینداری تقویٰ اور طہارت ہے بقول امام شوکانی حضرت عمر فاروقؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، امام محمد بن سیرینؒ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور امام مالکؒ کا یہی مذہب ہے۔ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں:

"فَالَّذِیْ یَقْتَضِیْہِ حُکْمُہٗ صلی اللہ علیہ وسلم اعتبار الکفاءۃ فی الدِّیْنِ اَصْلًا وَکَمَالًا" (زاد المعاد ص۲۲/۴)

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم صرف اس بات کا متقاضی ہے (بقیہ بر صفحہ ۲۶)